دلِ سلطان

مصنف: عشاء رحمان
رہائش: وہاڑی

توجہ فرمائیں:

اللہ رب عزت نے اس دنیا میں ہر
انسان کو کسی نہ کسی مقصد کے لیے

پیدا کیا ہے.ہر انسان کی زندگی میں
اک ایسا موڑ اتا ہے جب وو ہر طرف
سے مایوس ہو کریہ سوچتا ہے کے
اس کا اس دنیا میں انے کا کیا مقصد
ہے؟

کون ہے جسے اس کی ضروت ہے؟

اسے آخر کیوں پیدا کیا گیا ہے؟

لیکن اللہ رب عزت نے ہر مشکل کے
ساتھ آسانی اور ہر مشل کا ھل رکھا
ہے . وہ جانتا ہے کے کس کا کیا
مقصد ہے...

جیو......یہ سوچ کر نہیکے تمہارا
اس دنیا میں انے کا کیا مقصد ہے بلکے
یہ سوچ کے تم خوش نصیب ہو کے
تمہیں یہ زندگی ملی ہے.

اپنے دل میں نفرتیں نہ پیدا کرو
کیونکے جہاں نفرت ہوتی ہے وہاں
محبت کبھی بھی گھر نہی کر سکتی....

انتباہ :

یہ کہانی ایک بن مقصد جینے والی
ایک یتیم لڑکی،... اور ایک دئے گیے
مقصد کی خاطر جینے والے لڑکے
کی ہے . ان دونوں کے رستے اور

سوچ اک دسرے سے بلکل الگ ہے............ پر "عشق " وہ کہتے ہیں نہ عشق ایک ا یسے جام کا نام جسسے اک بار اگر پی لیا جائے تو زندگی بھر اس کا نشہ نہی اترتا....

...ایسا ہی عشق یہاں پر بھی ہوا

...عشق کی ایک اور داستان

...ایک تڑپ

..... ایک جنون

کمرے میں گھرے اندھیرے کا راج تھا. ہر طرف ٹوٹی بکھری چیزیں وہاں پر

بسنے والی انسان کا احوال بیان کر رہیں تھی... وہ اپنی قسمت پر ماتم مناتے ہوی اک کونے میں پڑی تھی.آنکھیں بلکل خشک اور چہرے پر کسی بھی قسم کا کوئی تاثرنہی تھا.. بیتی یادوں کو سوچ سوچ کر وہ اپنی قسمت پر ماتم مناتی ہوئی اک نوجوان ور خوبصوت لڑکی تھی . گھرے بھورے بال جو کمر سے نیچے تک ا رہے تھے.. بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں جن پر گھننی پلکوں کا بسیرا تھا، بہت زیادہ رونے کی وجہ سے آنکھوں ک گرد سیاہ ھلکے پرے ہوے

تھے. ایک وحشت.... ایک ٹوٹا وجود لیے وہ جو کئی گھنٹو سے ساکت پڑیہوئی تھی فون کی گھنٹی کی آواز سے چونک گئی .....

ہیلو....صنم... ہیلو ...تم سن رہی ہو نہ؟

ہیلو ... صنم پلیز کوئی تو جواب دو ... تم کیوں اپنے ساتھ ایسا کر رہی ہو فون کے دوسری طرف سے مسلسل آواز ا رہی تھی جبکے وہ بنا کچھ بولے ایک سکتے کی حالت میں بس سن رہی

تھی.. صنم ...؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛؛ اور
..... لائن کٹ چکّی تھی

آج بہت دنوں بعد موسم نے اپنے پر پھیلائے تھے .. اور ترکی کی سڑکوں پر آج معمول سے زیادہ چہل پہل تھی.. ہر طرف خوشیاں اور سکون تھا ایسی ہی اک گلی میں سوگ کا سا سماں تھا... کسسی کی ٹوٹ کر بکھر جانے ... کی داستان تھی

صنم .. میں نے تمہیں کتنی دفع فون کیا پر تم نے کوئی جواب نہی دیا.. پلیز ... ایسا مت کرو

زندگی صرف اک شخص پر ختم تو نہیں ہوتی نہ تو کیوں اپنے ساتھ زیادتی کر ہی ہو؟؟؟ شفا... جو جانے کب سے اسسے سمجھاننے میں لگی تھی

.. میں اپنے ساتھ زیادتی نہیں کر رہی بلکے خود کو یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہوں ک اک شخص میری ذات کا تماشا بنا کے میری محبت کو پیروں

تلے روندھ ک چلا گیا ور میں کچھ نہ کر سکی بس اپنی ذات کا تماشا بنتے دیکھ ہی سکی ....

مجھ سے یہ برداشت نہیں ہو رہا شفا میں کیا کروں بتاؤ میں کہاں جاؤں ؟؟؟؟

ایک خشک چہرہ لیے وہ بکھری ہوئی بس لب ہلاتی ہوئی جواب دی رہی تھی...

بس کرو صنم جو ہونا تھا وو ہو چکا ہ اب ہم اسسے بدل نہیں سکتے .... شفا جو اسسے سمجنے کی کوشش کر رہی تھی ....

محبت جب دھوکہ دیتی ہے تو سب کچھ چھین لیتی ہے.....

کچھ دیر کی خاموشی کی بعد شفا نے بہت ہمت کر کے کہا ... صنم.. اب اگےکیا کرنا ہے؟ میرا مطلب ہے کے اس بچے کا اب کیا کرنا ہے؟ ابارشن کرواؤ گی کیا؟؟

مجھے نہی پتا... ابھی تم چلی جاؤ مجھے اکیلا رہنا ہے پلیز شفا..

صنم نے بہت سنجیدگی سے کہا تو شفا وہاں سے چلی گئی ،،،،،

وہ جانتی تھی کے اب اس سے سر کھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا ..

اس بچے کو میرے پاس لےکر آؤ.. اک انتیھائی پرزور آواز گونجی..5 سال کا اک معصوم جو ایک دیوارسے لگ کر یہ سمجنے کی کوشش کر رہا تھاکے اسسے کہاں پر لایا گیا ہے ؟ ڈرتا سہمتا وہ معصوم جب رحیم شاہکے قریب آیا تو رحیم شاہ نے پوچھا..

بھوک لگی ہے؟ کیا کھاؤ گے ؟

انکل میرے ماں باپ کہاں ہیں؟؟

.....وو مر گے ہیں

رحیم شاہ نے انتیھائی ظالمانہ انداز میں کہا..

انکل میں نے دیکھا تھا انھے مار دیا میں نے دیکھا تھا بہت سارا خون ....

وو ڈرتا سہمتا روتا ہوا بتا رہا تھا

جبکے رحیم شاہ اسسسے کسی اور ہی رخ سے دیکھ رہا تھا...

اچانک اک زور دار آواز گونجی ...

.. عیسیٰ

اسے لے جاؤ او ر کھانا کھلا کر میرے کمرے میں چھوڈدو...

جی حکم .. کہتا ہوا وو اس کی انگلی پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا .

محب... کچھ پتا چلا ؟؟ نہیں حکم .. میں نے اور میرے آدمیوں نے ہر ٹرین سٹیشن پر اور ہر ایئر پورٹ پر چیک کر لیا ہ پر اس کا کچھ پتا نہیں چل سکا ابھی تک ....

مجھے وو ہر حال میں چاہئے رحیم شاہ غصّے سے دھاڑا ....

جبکے پاسس کھڑے محب کی جان پے بن ای.... اگر وو نہ ملا تو حکم

ہمے زندہ گاڑھ دیں گے . ڈھونڈو ہر قیمت پر ..

داوود میرا بچپن کا دوست ور میرا ساتھی تھا اس نے چھین لیا.. وو اگر آسمان میں بھی جا کر چپ جاۓ میں اسسے ووہاں بھی ڈھونڈ لوں گا چھوڑو گا نہیں.. شاہ غضب کے عالم میں بول رہا تھا...

وہ کیا سوچتا ہے رحیم شاہ سے دشمنی مول لے کر زندہ بچ پاۓ گا ؟...

دھان رکھنا محب ....

... اس بچے کو کوئی تکلیف نہ ہو یہاں

... اب وہ میری زمیداری ہے

رحیم شاہ ایک سرد لہجے میں کہتا ہوا

.. ...وہاں سے چلا گیا

اگلے دن جب رحیم شاہ نے بچے کو اپنے پاس بلایا تو اس کی آنکھوں میں .کچھ ور ہے دیکھا

... انکل

میں چھوڑوں گا انہیں جنہوں نے
میری ماں ور میرے بابا کا قتل کیا ہے
میں مار ڈالوں گا انہیں..

معصوم بچا جو رات ڈرا اور سہما ہوا
تھا آج سینہ تان کھڑا تھا اپنے ماں
بابا کا بدلہ لینے کے لیے ..

شاباش ...

میں یہی سننا چتا تھا تم سے..

رحیم شاہ نے مسکراتے ہوے اس کی
جانب دیکھا

آج سے تمہارا نام "سلطان " ہے..

سلطان سنا تم نے...

تم شیر.... ہو میرے شیر ور اب شیر بن کے دکھاؤ ...

اپنے بابا کی ترھا بننا ہو گا تمہیں ....

عیسیٰ.. رحیم شاہ نے مضبوط آواز میں پکارا ..

جی حکم ..

عیسیٰ اسسے لے جاؤ اور ایسا بناؤ کے ؛؛؛؛؛؛؛؛ دشمن اسس کے نام سے تھر تھر کامپ جائے ..

اس کا غضب زمین سے لے کر
آسمان تک ہو ایسا بناؤ اسسے..

جو حکم . کہ کر عیسیٰ اسسے اپنے
ساتھ لے گیا..

شاہ جو ک ترکی کی انڈرورلڈ کی دنیا
کا بادشاہ تھا.. جیسس ک نام سے ہر
بچہ اور ہر برا واقف تھا جس کے نام
سے ہر کوئی ڈرتا تھا جوکے اپنے
غضب ور بے رحمی سے جانا جاتا
تھا. ایک ظالم مسیحا ..... رحیم شاہ کے
ہان دھوکہ دینے والوں ک للئے کوئی
معافی نہیں یہ ہر کوئی جانتا تھا ..

اب مان بھی جاؤ نہ   ہنہ .. پلیز ..
دیکھو اگر تم مجھ سے بات نہیں کرو گی تو میں کس سے کروں گی یہاں میرا تمہارے علاوہ کون ہے پلیز مان جو نہ اب..

وہ کب سے اس روٹھی ہوئی چھو ٹی سی پیاری سی گڑیا جسی بچی کو منا رہی تھی.

تم میرے لئے کاٹن کینڈی کیوں نہیں
لائی میں بات نہیں کروں گی ..

اک معصوم سی آواز نے اس کے دل
میں گھر کر لیا ..

دیکھو میں لائی تھی پر وو نہ راستے
میں اک تمہارے جسی بچی رو رہی
تھی میں نے اسسے چپ کروانے کے
لئے وو اسسے دے دی ..

بتاؤ کیا میں نے ٹھیک نہیں کیا.. وہ
معصوم آواز میں بولی..

ہمم.... ٹھیک کیا یہ کہتے ہی ہنہ
اس کے گلے سے لگ گئی.

ارے "عشاء " تم یہاں بیٹھی ہو.. اور میں تمہیں ہر جگہ ڈھونڈ رہی ہوں .اک ادھیڑ عمر کی خاتون نے انتیہائی نرم لہجے میں اس کا نام پکارا . جی شفا انٹی میں ہنہ سے باتیں کر رہی تھی ... میرے کمرے میں او مجھے تم سے بات کرنی ہے .... یہ کھ کر شفا وہاں سے چلی گئی .

یہ منظر ترکی کے " اورفن کیئرہوم فار گرلز" کا تھا.

عشاء " جو یہاں پچھلے 19سا لوں" سے رہ رہی تھی...

شفا انٹی کے اس ترھا بلانے پے ایک دم کسسی خدشے کا اندیشہ ہوا..... کیا اب میں یھاں....... یہ سوچتی ہوئی خیالوں میں الجھی وو شفا انٹی ک کمرے میں ای ..

جی انٹی اپ نے بلایا؟   کمرے کے دروازے سے تھوڑا جھک کر اس نے پکارا ......عشا کل تم بازار جانا میں نے یہ سامان کی لسٹ بنائی ہے اسسے لے آنا...

وہ لسٹ پکڑتی ہوئی اثبات میں سر ہلاتی خدا کا شکر کرتی وہاں سے نکل ای ..

شکر ہے میں تو کچھ ور ہی سمجھ رہی تھی پر بچ گئی اس بار تو ...

یہ کہتی ہوی وہ اپنے اور ہنہ کے روم میں ای جو ک مشترکہ روم تھا جہاں جو پچھلے19 سال سے رہ رہی تھی... پر اسسے نہیں پتا تھا کے یہ دن یہاں پر اس کا شاید آخری دن ہو ....
اک چھوٹا سا روم جس میں دو بیڈ تھے ور اک اسٹڈی ٹیبل اک چیئراسس کے

علاوہ کمرے میں اک الماری تھی
جیسس میں کچھ ضرورت کا سامان تھا
یہ روم ہی اس کا کل اثاثہ تھا جس میں
وو اپنی سب سی پیاری ور اکلوتی
چوٹی سی بچی ک ساتھ رہتی تھی جو
کے اسی کی ترھا یتیم تھی .

کچھ در بعد جب ہنہ روم میں ای تو
وو اسٹڈی ٹیبل کے قریب بیٹھی لسٹ
کو پڑھ رہی تھی ..

لمبے گھنے بھورے بال جو کمر سے
نیچے تک ا رہے تھے بڑی بڑی
خوبصورت آنکھیں جن پر گھنی پلکوں

کا بسیرا تھا صاف نکھری رنگت جو
ک کسسی گلاب کے کھلنے کا اندیشہ
دی رہی تھی....... اس کی خوبصورتی
دیکھ کے اکثر شفا سوچتی تھی کے
ایسی خوبصورت بچی کے نصیب
میں19 سال تک کوئی بھی نہی آیا نہ
کوئی فیملی ور نہ ہی کوئی خوشی
اسسے اس پری پر ترس اتا تھا جس
کے ماں باپ اسسے پیدا ہوتے ا چھوڑ
کے چلے گے تہے اس بد نصیب کی
زندگی میں سوا ے اکیلے پن کے او
ور کچھ نہیں تھا..

ااسے ایسے بڑھے دیکھ کے ہنہ نے
.. ا کر پیچھے سے اسسے گلے لگا لیا

یہاں بیٹھی ہو میں ڈھونڈ رہی تھی
.. تمہیں

اس معصوم بچی پر عشا کو بہت پیار
اتا تھا اس کی معصومیت ور باتوں نے
..اس کا دل لگا رکھا تھا

ہاں گڑیا.. میں یہ سامان کی لسٹ
. دیکھ رہی تھی

...تو تم پھر سے بزار جا رہی ہو نہ

تو اس دفع میرے للئے کاٹن کینڈی لاؤ گی نہ؟؟ اس کے اس ترھا پوچھنے پر وو منا نہ کر سکی ..

ہاں میں ضرورلے کے آؤں گی اب تم جاؤ اور سو جاؤ ..

اوکے..

کہتی ہوئی پیاری سی ہنہ اپنے بیڈ پر لییٹ گئی...

جب کے عشا سوچنے لگی کے اب کاٹن کینڈی کے پیسے میں کہاں سے لوں ..

یہ سوچتے ہی اس نے اپنا لیپ ٹاپ
کھولا ور اپنا آن لائن تھوڑا بہت چلنے
والے کام کو دیکھا جہاں ابی تک کوئی
رسپونس نہیں آیا تھا.. وہ آن لائن
آرٹیکل لکھنے کا کم کرتی تھی جس
سے اسے اس کے خرچ کے لئے
پیشے مل جتھے تہے .

ویسے تو یہ رول تھا ک

کے16کی ہونے کے بعد ہر لڑکی کو
اپنے اپ کو خود سمبھالنا پرتا تھا پر
عشا شفا کے لئے بہت اہمیت رکھتی

تھی اسی لئے 19 کی ہونے کے بعد
بھی وو یہاں تھی .....

ترکی کی گلیوں میں شام کا وقت تھا ہر
طرف لوگ اپنی اپنی ضروت کے لئے
پھر رہے تہے ہر طرف روشوں کا
بسیرا تھا وے چہل پہل بہت زیادہ تھی
..
اک لمبا چوڑا شخص جو اپنے اپ کو
ایک بلیک ہڈ ور لونگ کالے رنگ
کے کوٹ میں کوور کئے ہوے تھا

ہاتھوں پر کالے رنگ کے دستاننے اس بات کا ثبوت دے رہے تھے کے یہ شخص یہاں کسسی کی جان لینے آیا تھا.....

وہ چلتا ہوا ایک تاریک گلی میں آیا جہاں پر اندھیرا تھا جب اچانک اسسے اپنے کندھے پر کسسی کا ہاتھ محسوس ہوا .. مور کے دیکھنے پر ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی ..... بہت بیہودہ لباس زیب تن کئے ہوے تھی

.....

کہاں جا رہے ہو.. ہنڈسوم....... تھوڑی دیر ررک جاؤ نہ میرے پاسس.....
اک نشے میں مدہوش آواز نے اس ک غصّے میں تیل ڈالنے کا کام کیا ......
وہ   جسسے لڑکیوں سے نفرت تھی جنہیں دیکھتے ہی اس کا خون کھول اٹھتا تھا

اسی بیہودہ آواز کو سننے ک بعد اک پل بی روکنے کے بجانے گلے سے پکڑ کر اس لڑکی کو ہوا میں اٹھا لیا ..
جسے جسے اس کے ہاتھو کی گرفت

سخت ہو رہی تھی اس لڑکی کی آواز مدھم ہو رہی تھی ..

م ....جھے ....چو ....ڈڈ...دو ... پلز ....

گلے سے رندھی ہوئی آواز وہ لڑکی بمشکل نکل پا رہی تھی

خدا ...... ک .....لئے ...چھوڑد دو

.....اس کی یہ آواز سن ک جسے اس شخص کو سکوں مل رہا تھا ..

.....چلاؤ اور زور سے چلاؤ

اک شیطانی مسکراہٹ اسک لبوں پر تھی ..

یہاں کوئی نہیں جو تمہیں " سلطان "
سے .... بچا سکے ... چلاؤ
وو غصّے ور غضب میں بول رہا تھا
جب کے اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں....

چھوڑ .... دو.....

بمشکل نکلتی ہوئی آواز آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی .. ور مدھم ہوتے ہوتے اک دم ختم ہو گئی ....

ایک جھٹکے سے اس لڑکی کے مردہ وجود کو دور پھینکتے ہوے... وو قریب آیا .. ور اپنے کوٹ کی جیب سے

ایک خوبصورت پر خطرناک خنجر نکل کر پہلے گلے پر ور پھر ہاتھو کی نسوں پر بےدردی سے مارنے لگا ..

خون ہر طرف پھل چکا تھا یہاں تک کے اس کے ہاتھ بھی رنگ چکے تھے...

پر وو تھا کے وار کرنے سے روک نہیں رہا تھا...

جب اسسے یقین ہو گیا ک وو لڑکی مر چکی ہے....

تو اس کی زبان سے اپنا خنجر صاف کرتے ہوے وہاں سے چلا گیا......

اس تنگ گلی سے نکلتے ہوے اسسے
اپنا اصلی شکار نظر ا گیا ...

ہر طرف اندھیرا تھا جب وہ بنا آواز کی
سامنے کھڑے دو آدمیوں ک قریب آیا..

اندھرا ہونے کی وجہ سے وو آدمی
اسسے پہچان نہ سکے ... وہ اپنی ہی
باتوں میں مصروف شراب کے گھونٹ
پے گھونٹ پی رہے تہے ...

جب اچانک ووہی خنجر نکل جب اک
آدمی کے گلے پر لگا تو دسرے کو

فورن پتا چلنے کی وجہ سے وو بھاگنے ک للئے کوشش کرنے لگا..

پر افسوس ان دونو نے بھاگنے میں بہت دیر کر دی تھی..

سلطان سے بچنا کسی کے بس میں نہیں......اس کی دی جانے والی بے رحم موتیں کسی جہنم کی یاد دلاتی تھیں ....

او سلطان.... میرے شیر .. رحیم شاہ نے پرزور آواز میں اسسے پکارا...

... جی آغا جان

..وہ قریب ا کر سر جکانے لگا

رحیم شاہ نے خوش ہو کر اسسے اپنے گلے سے للگا لیا ..

آغا جان .. ان میں سے اک آدمی کو لایا ہوں. وہ سب بتائے گا..

اس کا باپ بی بتائے گا.... رحیم شاہ نے مسکراتے ہوے کھا .. جاؤ اور جا کے فرش ہو جاؤ ..اس کے کندھے کو

تھپکی دی کر رحیم شاہ وہاں سسے چلا گیا ..

اپنے کمرے میں ا کر وو شاور لینے لگا ور اپنے اپر سے خون کے دھبے صاف کرنے لگا ..

روز کی روٹین ہونے کی وجہہ سے اب اسسے خون سے کوئی چڑ نہی ہوتی تھی ... بلکے ظالموں کا خون اسسے ایک سکوں کا احساس دلاتا تھا

آج معمول کے مکابلےمیں بہت کم رش تھا وو اپنی لسٹ کے متابِک سامان لے کر بھیڑ میں چلتے ہوے واپس ا رہی تھی....

جب گلی کا مور مرتے ہی وو اک مضوط شخص سے ٹکرا گئی. ور سب چیزیں زمین پر بکھر گیں..

وھھھ ...

کیا آپ کو نظر نہیں اتا ؟؟ کیا سڑک پر کوئی ایسے چلتا ہے ؟

وو غصّے سے بول رہی تھی جب کے وہ کالے رنگ کے اسی کوٹ میں

ملبوس آنکھوں میں غصّہ ور دہشت لیے وہ عشا کو دیکھ رہا تھا ..

اک دم سے اگے بڑھ کر اس نے عشا کا گلا پکڑنا چاہا ... اس کے ایسا کرنے سے پہلے ہی وہ غصّے میں بول پڑی....

کھڑے کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو ؟؟؟

اٹھاؤ سب چیزیں کیا اتنی بھی تمیز نہیں کے کسسسی لڑکی کی گرائی ہوئی چیزیں اسے اٹھا کر دینی چاہئے ؟؟؟

اتنا کھ کر عشا نے اس کا بازو پکڑ کر نیچے بیٹھا دیا ....

وو غصّے سے اسسے دیکھ رہا تھا پر سامنے والی لڑکی نے اک دفع بھی اس کی آنکھوں میں نہی دیکھا..

وو چپ چاپ اس کی گری ہوئی چیزیں اٹھا کے اک تھیلے میں ڈال رہا تھا ...

پتا نہیں کہاں کہاں سے ا جاتے ہیں منہ اٹھا کے اور سڑک پر تو بلکل اندھے ہو کر چلتے ہیں..

وہ زیر لب بر بڑا رہی تھی..... اپنی چیزیں اٹھانے کے بعد وو اٹھی اور

اس کے ہاتھ سے چیزیں لیتی ہوئی اپنی پونی تیل کو گھما کر پیچھے کرتی اک سائیڈ سے نکل گئی....

اور وہ جو حیرانی کے عالم میں کھڑا اسسے جاتے ہوے دیکھ رہا تھا ..

اک دم سے اپنی سرخ آنکھیں لئے اس کے پیچھے پیچھے قدم برھنے لگا...

آخر سلطان سے پنگا لینے کے بعد وہ کیسے بچ سکتی تھی ....

وہ جو اپنی دنیا میں مست ہو کر اپنے پونی ٹیل میں بندھے لمبے بالوں کو گھومتی ہوئی اپنی چیزیں سمبھلتی ہوئی

جا رہی تھی اچانک اس کی نظروں سے گائب ہو گئی ..

ایک گلی سے دوسری گلی میں ڈھونڈنے کے بعد وہ اسسے اک بڈھے آدمی کے پاس کھڑی نظر ای ..

تھوڑا قریب جنے پر آواز سنائی دینے لگی ...

انکل... اگر اپ کو سردی لگ رہی ہے تو میری یہ شال لے لیں.. میرے پاس اس کے علاوہ دینے کے لئے ور کچھ بھی نہیں ہے ...

وو اک سردی سے کمپتے ہوے ایک
بوڑھے آدمی کو اپنی شال دے رہی تھی
... جیتی رہو بچی اللہ پاک تمہیں بہت
سری خوشیاں دے .. بڈھے آدمی نے
.... تہے دل سے اس کا شکریہ ادا کیا

کوئی بات نہی انکل .. کہ کر وہ اگے
بڑھ گئی

اس کا پیچھا کرتے کرتے اچانک قریب
انے پر اس نے اپنے کوٹ کی جیب
سے   وو خوبصورت خنجر نکالا ور
.....اپنے قدم تیز کر لیے

اتنے میں ایک گھر ک پاس ا کر وہ زن سے گھر کے اندر چلی گئی ..

شاید اس کی خوش نصیبی تھی جو آج وو سلطان سے پنگا لینے ک بعد بچ نکلی تھی ..

گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر ہنہ پر پری جو کے اسی کا انتظار کر رہی تھی..

ا گئی تم کتنی در لگا دی.... میری کینڈی لائی ہو؟؟ اتنے سوال اک ساتھ معصوم آواز میں سننتے ہی عشا اک دم مسکرا دی ....

.. آرے بابا ہاں ہاں لائی ہوں نہ
وو بس وو تھوڑی سی دیرہو گئی ..
.. سوری

کوئی بات نہیں یہ کہتے ہی ہنہ نے
اس ک ہاتھ سے کاٹن کنڈے لی ور
عشا کی گال پر اک پیاری سی مہر
.... ثبت کرتے ہوے مسکرانے لگی

دروازے پر ہلکی سی دستک سسے شفا
نے اسسے اندر انے کو کھا .. ہاں لے
ای سب ؟؟

شفا نے مسکراتے ہوے پوچھا .. جی
.... انٹی میں سب لے ای ہوں

کہتی ہوئی وہ چیزیں تبل پر رکھنے لگی ..

عشا .. یہاں بیٹھو میرے پاس مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے ....

جی کہیں انٹی .. وو کرسی گھسیٹ کر پاسس بیٹھ گئی

عشا... تم جانتی ہو نہ کے اب تم زیادہ دن یہاں نہی رہ سکتی ...

مجھے بہت افسوس ہے بیٹا کے میں تمہارے للئے اک اچھی فیملی نہیں ڈھونڈ سکی ..

شفا انٹی کی آواز میں دکھ اور ندامت تھی.... جسسے عشا نے اک چٹکی میں دور کیا ..

نہیں انٹی اس میں اپ کی تو کوئی گلتی نہیں ہے نہ ...

میرے نصیب میں کوئی فیملی لکھی ہی نہیں تھی

اس میں اپ کی کوئی گلتی نہیں ہ... اور میں خوش ہوں اپنی لائف سے ان بے کار کی امیدوں سے پیچھا تو چھوٹ گیا ..

میں سمجھ سکتی ہوں ... بیٹھا میرے
پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کے میں
تمہیں کسسی اچھی جگہ یا گھر میں
بھیج سکوں .. شفا نے نم آنکھوں سے
کہا تو عشا نے انتیہائی سمجداری سے
جواب دیا .. انٹی اسس کی کوئی
ضرورت نہیں ہے .... میں اب اس
قابل تو ہو گئی ہوں ک خود کا خیال
خود رخ سکتی ہوں .. میں نے پہلے
ہی ایک جگہ انتظام کر لیا ہے .. اپ
میری فکر نہ کریں اپ بس ان دو بچوں
..کو انے کا کہ دیں

میں دو دن میں یہاں سے چلی جاؤں گی ....یہ کہتے ہی عشا کی انکھو میں آنسو کی برست ا گئی جسسے وہ شفا انٹی سے چھپا تی ہوئی اپنے چہرے پر بنا کسی تاثر کے وہاں سے جانے لگی..

... تو شفا نے روک کر پوچھا

کہاں جاؤ گی؟

انٹی وہ میری ایک دوست ہے .. وہ ہمیشہ مجھ سے کہتی ہے کے میرے پاسس ا جاؤ ... تو میں نے اس سے

بات کی ہے   اپ فکر نہ کریں میں وہاں چلی جاؤں گی ...

ایک جھوٹ جو بس اسسے اس موکا پر بول دینا ہی ٹھیک لگا ..

کون دوست...؟؟؟

تم نے کبھی بتایا نہیں ...

شفا انٹی اب بات کی تصدیق پر پہنچ ای تھیں ...

ایک دوست ہے انٹی وہ اپ اسسے نہیں جانتی ...

کوئی ہوتی تو بتاتی کون تھی .....

پر اس وقت عشا کے لئے بس وو دو چوٹی معصوم بچیاں زیادہ اہمیت رکھتی تھیں جو کے بے گھر تھی .. ور اسس کے روم میں ان دو کا زیادہ حق تھا

.....

تو اس وقت جو جھوٹ بھی اس کے ذہن میں آیا وہ بولتی چلی گئی ...

اپ فکر نہ کریں انٹی میں دو دن تک چلی جاؤں گی ...

ٹھیک ہے پر تم جہاں بھی رہو مجھ سے رابطے میں رہنا ... سمج گئی نہ

...

شفا کو عشا کی ہمیشہ سے ہی بہت فکر رہتی تھی ... یہ بات عشا بھی اچھی ترا جانتی تھی ...

جی انٹی .. کیہ کر وہ کمرے سے باہر ا گئی ....

بلکل اپنی ماں پر گئی ہے.. شفا انٹی... نے اسسے جاتے ہوے دیکھ کر کھا

باہر جہاں کالی ور اندھیری رات کا پہرا تھا وہاں اک کھڑکی سے لگے ہوے شخص نے سن کر اک شیطانی

سی مسکراہٹ ا پنے چہرے پر سجا لی..

میرے لیے تو اسسانی ہو گئی یہ کہتا ہوا ووہاں سے چلا گیا ... وہ نہ جانے کب سے وہاں کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا ....

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب وہ اپنے بسترپر لیٹی خالی آنکھوں سے بس یہ سوچنے میں لگی تھی کے اب وہ کیا کرے گی؟

میں اب کہاں جاؤں گی ؟

میرے پاس تو رہنے کو لیے کوئی گھر نہ کوئی جگہ ہے یہاں کے علاوہ میرا تو کوئی دوست بھی نہیں ہے ور .. نہ ہی کوئی جاننے والا اب میں کہاں جاؤں گی؟؟ انٹی سسے تو جھوٹ بول دیا پر اب اگے ؟؟؟؟؟

سوچوں میں الجھتی ہوئی وہ بستر پر کروٹ لے گئی ....

سلطان کے لیے آج کی رات بہت مشکل تھی . آج پہلی بار کوئی لڑکی اس کے منہ پر اسسے بتمیز کہ کر آسانی سسے چلی گئی ور وو بس دیکھتا

ہی رہ گیا یہ بات سوچ کر اس کا دماگ ہول رہا تھا...

.. مار ڈالوں گا

نہیں چھوڑو گا .....آخر بتمیز جو ہوں .. یہ کہتے ہی سلطان کی آنکھوں میں .. سرخی نمایاں ہونے لگی

احمد جہانگیر غصّے سسے دھاڑرہا تھا .. کہاں ہیں وو دونوں ؟؟؟ جواب دو .... تم جانتے ہو نہ ک ان دونوں لڑکوں ک پاسس ہمارے ہر کالے

کارنامے کا ثبوت ہے وہ ایسے کیسے ہاتھ سے نکل سکتے ہیں ؟؟

لالا .. وو ہاتھ سے نکلے نہیں ہیں بلکے سلطان نے مار ڈالا ہے...

اک کامپتی ہوئی آواز نے اپنی بات مکمل کرنی چاہی ..

فرکان نے اپنی بات مکمل کر کے احمد جہانگیر کی جانب دیکھا ..

چھٹاخ .... اک زور دار تھپڑ نے فرکان کو زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا..

تمہاری لاپرواہی کی وجہ سے آج وو دونو رحیم شاہ کے ہاتھوں لگ چکے

ہیں تمہیں کیا لگتا ہے ک اب وو ہمے چھوڑدے گا ؟

احمد جہانگیر غصّے سے چلا رہا تھا..

ڈھونڈو کوئی کمزوری کوئی ویک پائنٹ ان کا کوئی کچھ ب جو ہاتھ لگے اٹھا لو

وو غصّے سے اگ بگولہ ہو رہا تھا اور تیش ک علم میں اپنی کرسی کو دور پھینکتے ہوے اندر کی جانب چلا گیا ..

فرکان جو ابھی تک زمین پر پر تھا اٹھ
کے شایان ک پاسس آیا اور کہنے لگا
... سلطان کے ہوتے ہوے کیا ان کی
کمزوری ہمرے ہاتھ لگ سکتی ہے ؟؟
ان دونو کا پکڑا جانا مطلب احمد
.....جہانگیر کی قبر تیار ہو رہی ہ
... کہتا ہوا وہ وہاں سے چلایا یا
شایان جو کے ابھی تک بٹ بنا کھڑا تھا
.. بس سوچ رہا تھا کے اب سلطان کے
..ہاتھوں مرنے کی بری اس کی ہے
ایک جھرجھری لی کر وہ بھی وہاں
....سے رفو چکر ہو گیا

صبح ہوتے ہی زور کے معمول کے
متبِک عشاء اپنے کام سے فاریگھو
کر شفا انٹی کے کمرے میں ای...
.. انٹی کیا اپ فری ہیں میں اندر ا جاؤں

ہاں عشاء ا جاؤ ... انٹی میں آپ سے
.. کچھ بات کرنے ای تھی
ہاں بولو عشاء کیا بات کرنی ہے
.. شفا انٹی نے نرم لہجے میں کھا

انٹی وو دراصل میں آپ سے کہنا چاہتی تھی ک کیا ہنہ ک جانے تک میں یہاں روک سکتی ہوں؟؟
میرے ایسے چلے جانے سسے وو بہت پریشان ہو جائے گی.....

میری جان میں جنتی ہوں تم ہنہ کو بہت چاھتی ہو پر اس میں سچ میں ممیں کچھ بھی نہیں کر سکتی ..
دو نئی انے والی بچیاں ان کے لئے روم خالی کرنا بوہت ضروری ہے بیٹا ....
میں سمج سکتی ہوں انٹی ....میں تو بس ....

انٹی ......میں اپ سے کچھ پوچھ سکتی ہوں؟ عشاء نے مدھم آواز میں پوچھا ..

...ہاں بیٹا پوچھو
شفا انٹی نے مسکرا کر جواب دیا
...انٹی کیا اپ بتا سکتی ہیں مجے کچھ میرے ماں باپ ک بارے......
ابھی الفاظ اس ک منہ مے ہی تہے جب شفا انٹی ننے بات کاٹ کر کھا ...

تم جانتی ہو نہ عشاء   اس بارے میں ہم بات کر چکے ہیں....

میں جنتی ہوں انٹی پر اب تو میں یہاں سے جا رہی ہوں تو کیا اپ اب بھی مجے نہیں بتائیں گی؟؟
میں جاننا چاھتی ہوں انٹی ....
وو التجا کرنے ک انداز میں بولی تو شفا کے دل پر رکھا ہوا پتھر ہٹ گیا....
کچھ دیر کی خاموشی کے بعد .. شفا انٹی نے کچھ سوچتے ہوۓ اس کی جانب دیکھا ...
تم جاننا چاھتی ہو نہ ک تمہارے ماں باپ کون ہیں اگر سننے کی ہمت رکھتی ہو تو سنو ....

صنم.... تمہاری ماں کا نام صنم تھا "

جو میری سب سے اچھی دوست تھی
میرا اس کے علاوہ اس دنیا میں کوئی
نہیں تھا تم بلکل اپنی ماں پر گئی ہو
اسی ک جسی خوبصورت آنکھیں..
اسی ک جسے نقوش مجے تم میں صنم
نظر اتی ہے
میں اور صنم .. بہت سال پہلے پاکستان
سے یہاں اے تھے ..
تمہاری ماں وہ بہت اچھی لڑکی تھی ..
عشاء"......صنم اور ابراہیم ایک

دسرے سے بہت پیار کرتے تہے ..

تمہاری ماں اس کی محبت میں اتنی اگے نکل چکی تھی ک اپنے سارے قانون اورساری حد بندیاں پار کر گئی تھی..
لیکن ابراہیم اس ک دل میں کچھ ور ہی تھا...
وہ تمہاری ماں کو بس اس کی خوبصورتی کی وجہ سے چاہتا تھا ور اس نے صنم کی محبت کا غلط فائدہ اٹھایا ....
اپنی تسکین حاصل کرنے ک بعد اس نے صنم کو کبھی موڑ کر بھی نہیں دیکھا ور چلا گیا .....

تمہاری ماں جو اس سے سچی محبت کرتی تھی اپنی ذات کا تماشا بنتا دیکھ نہ پائی......
تب میں نے یہ اورفن ایج کھولا...

تمہاری ماں تمہیں کھونا نہی چاہتی تھی کیوں کے تم اس کی سچی محبت کی واحد گواہ تھی ..... بنا شادی کی اک بچے کی ماں بننا ہر کسی کی نظر میں برا سمجتا جتا ہے ..
تمہاری ماں یہ سب برداشت نہی کر سکی ...
شفا انٹی نم آنکھوں کو بار بار صاف کرتیں ...

جس رات تم اس دنیا میں ای اس رات تمہاری ماں تمہے میرے گھر ک بھر دستبین میں رکھ کر چلی گئی...

صبح جب میں نے دروازہ کھولا تو تم وہا پڑی ہوئی تھی ور ساتھ اک نوٹ تھا.. وو تمہاری ماں کا آخری نوٹ تھا

...

شفا " اس دنیا میں اور کوئی نہیں جو اس کی حفاظت کر سکے اس لئے میں اسسے تمہارے پا س چھوڑ ک جا رہی ہوں میں جنتی ہوں تو اس کا خیال رکھو گی ...... آج میرا اس دنیا میں

آخری دن ہے

'..............................

اس نوٹ میں اسس سے زیادہ ور کچھ نہیں لکھا تھا.... اس دن ک بعد تم یہاں ہو میرے پاسس ......

وہ جو سامنے بیٹھی چہرے پر بنا کوئی تاثر لئے ساری کہانی سن رہی تھی اس سے اگے سننے کی ہمت نہ کر پائی اور ایک دم سے اٹھ ک باہر چلی گئی

....

شفا اسے جاتے ہوے دیکھ رہی تھی .
وہ جانتی تھی کے یہ تلخ حقیقت سننے کے بعد اس کی کیا حالت ہو گی ..

وہ سرڑیوں پر بنا کسسی حس و حرکت کے اک بےجان سا جسم لئے اپنی زندگی کی حقیقت کو قبول کرنے کی کوشش کر رہی تھی.....

پر زیادہ در اپنے آنسوں کو روک نہ سکی ور پھوٹ کر رونے لگی
کیا بس یہی ہے میری پہچان؟؟؟.....
کیا بس یہی ہوں میں ؟؟؟

اک ناجائز ....

روتے ہوے اس کی دماگ کی نس نس پھٹ رہی تھیں...

اپنی ذات کی حقیقت سن کر وہ کسسی سے نظریں ملانے کی بھی ہمت نہی کر پا رہی تھی......

اپنی پوری زندگی میں وہ کبھی بھی نہی روی تھی اور آج جسے وو بھرا ہوا دل وو رکے ہوے آنسو سب نکل ے تھے ....

ایک درد کی شدت سے وہ اپنے اپ کو قابو نہی کر پا رہی تھی ...

اس کی زندگی کی سب سے تلخ حقیقت
....جسسے اگر وہ نہ سنتی تو شاید
... ٹھیک تھا

پر آج وہ اپنے اپ سے بھی نظریں نہیں
... ملا پا رہی تھی

روتے روتے کب اس کی آنکھ لگ
....گئی اسسے بھی پتا نہیں چلا

موسم خوشگوار ہونے کی وجہ سے
رحیم شاہ آج اپنے لان میں بیٹھا موسم

کا مزہ لینے میں مصروف تھا جب اچانک آواز ای ... حکم ...

.....ہمم

بنا آنکھیں کھولے جواب دیا گیا. وہ اب کافی دنو تک کوئی نیا شکار ہاتھ نہ انے کی وجہ سے سلطان کو وہی روکنا پر گیا ہے ..

عیسیٰ سہمی ہوئی آواز مے اپنی بات پوری کرنی کی کوشش کر رہا تھا ...

... ہمم

جانتا ہوں میں اسسے جب تک وو احمد
کے جاسوسوں کو مار نہی دیتا واپس
نہیں ے گا....

جانتا ہوں میں اپنے شیر کو ... آواز
میں ایک چمک لئے... وہ سلطان ک
لئے خوش تھا ...

میں اسے جیسا بنانا چاہتا تھا وو بلکل
ویسا ہی بن گیا ... مجے فخر ہے اس
پے ..

اک زور دار آواز ک اختتام پر رحیم شاہ
نے عیسیٰ کو جانے کا اشارہ کیا ..

ور وو پر پٹختا ہوا وہاں سے چلا گیا

....

آج اورفن کیئر میں اس کا آخری دن تھا ور اک سنہری صبح نے اس کی آنکھ کھولی تو اس نے خود کو سرڑیوں پے سوتا پایا ...

شید رات وو یہیں سو گئی تھی ...

مسلسل سونے کی وجہ سے اسسے اپنا سر بہت بھاری لگ رہا تھا... وہ اپنا لرکھراتا ہوا وجود سمبھلتی ہوئی ..... اپنے روم میں ای تو ہنہ   کا پریشان

اور اداسس چہرہ دیکھ کر سمج گئی ک
اسس ک جانے کی خبر اس تک پہنچ
چکی ہے .....
تم جا رہی ہو ؟؟؟
اک معصوم آواز جس میں بہت بہت
درد بھرا ہوا تھا نے عشاء ک دل کو
دکھی ہونے پر مجبور کر دیا ....
ہنہ ادر او میرے پاسس بیٹھو..
ایک کرسی اپنے پاس کھینچ کر وو ہنہ
کو اس پی بیٹھا کر خود نیچے بیٹھ گئی
..
میری بات گور سے سننا ہنہ ...

تم جانتی ہو نہ ک میں یہاں زیادہ در
نہیں رہ سکتی تم رول جانتی ہو نہ ...

وو تو شفا انٹی نے میرا بہت ساتھ دیا
ور مجھے اب تک یہاں پر رکھا ہوا ہے
پر اب مجھے جانا ہو گا ...

مت جاؤ نہ...

معصوم سی آواز ننے پھر سی اس کے
دل میں خلش ڈال دی..

مجھے جانا ہو گا ہنہ پر میں تم سے
ملنے آیا کرو گی ...

سچ ؟؟

ہنہ نے تھورے سے خوش پر اداس انداز میں پوچھا..

ہاں نہ میں جہاں بھی رہوں گی تم سے ملنے ضرورر آیا کروں گی..

تب تک تمہیں اک بہت اچھی فیملی بھی مل جے گی ......

ور اگر نہ ملی تو؟

آواز میں اس دفع دکھ تھا ... کیوں نہیں ملی گی ہماری ہنہ اتی پیاری ور سویت ہ تمہیں تو دیکھتے ہی اپنے ساتھ لی جائیں گی دیکھنا...

تم سے زیادہ پیاری تو نہیں ہوں میں..

اب کی بار ہنہ نے خوش ہو کر جواب دیا .. جیسس پر عشاء کی مسکراہٹ نمایاں ہوئی ..

چلو اب مجھ سے پرومس کرو ک تم رو گی نہیں ...

اگر تم پرومس کرو گی تو میں تم سے ملنے آیا کروں گی ..

ور اگر نہی کرو گی تو نہای...

ہاں میں کروں گی.. اک معصوم آواز ک ساتھ عشاء نے ہنہ کو زور سے گلے لگا لیا.....

آج مارکٹ میں پہلے سے زیادہ رش تھا ور عشاء اپنے لئے ضرورت کی چیزیں لینے ایک چھو ٹی سی شاپ میں ای ..

ایک بیگ ... ایک واٹر بوتل .. ور چوٹی چوٹی چیزیں خریدنے لگی

وہاں سے اک دو ضروت کی چیزیں لے کر جب وہ پلٹی تو اک کالے رنگ کے

کوٹ میں ملبوس آدمی سے ٹکرا گئی .. وہ گرنے ہی والی تھی کے اس شخص کے مضبوط ہاتھوں نے اسسے

گرنے سے بچا لیا ... عشاء نے چہرہ
.. اٹھا کے اس کی جانب دیکھا تو
اس کی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیل گیں
...
تم تو ووہی ہو نہ جو اس دن بھی مجھ
.... سے ٹکرا گے تہے
اک سوالیہ چہرہ لئے عشاء اب اس
آدمی سے پوچھنے لگی جو اس دن
سے اسس کا پیچھا کرنے میں لگا ہوا
تھا.... اسسے دیکھتے ہی سلطان نے
اپنے چہرے پر اک شیطانی مسکراہٹ
.. سجای

بہرحال یہ اک اتفاقیہ ملاقات تھی پر پھر بھی سلطان کو جو چاہی تھا وو سامنے تھا...

کیا تم میرا پیچھا کر رہے ہو؟؟ عشاء نے اب غصّے سے پوچھا جس میں وہ مسکراہٹ مزید نمایاں ہوئی ور بگر کچھ بولے بس وو سن رہا تھا ..

وو نہیں جنتی تھی یہ شخص اسس ک ساتھ کیا کر سکتا ہ اس لئے بنا ڈرے ور بنا کسی ہچکچاہٹ ک پوچھ رہی تھی.... تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟؟

وہ اپنی انگلی اٹھا کر اس کی جانب
.. کئے بنا ہچکچاہٹ کہ رہی تھی
جب اس پاس کھڑے لوگوں نے ان کی
طرف نظریں جمائیں ...تو عشاء نے
وہاں سے جانے میں ہی بھلائی سمجھی
..
ideot... کہ کر ....
سامنے سے کوئی جواب نہ انے
پر...... وو اپنی چیزیں سمبھلتی وہاں
..... سے جانے لگی
وو جو کچھ خریدننے کے لئے آیا تھا
سب بھول کر اس کا پیچھا کرنے کے

لئے جونہی باہر نکل تو وو اسسے کہیں بھی نظر نہیں ای...

اک پل میں اس نے چاروں طرف نظر گھمائ پر وو شاید جا چکی تھی ...
افسوس آج سلطان کی ہار کا دوسرا دن تھا.....

پتا نہیں کون تھا اور اسسے دیکھ رہا تھا جسے کھا ہی جائے گا وہ زیرے لب بڑبڑاتی ہوئی گھر ک اندر داخل ہو گئی .....

آج اورفن کیئر میں اس کا آخری دن تھا.. اپنی زندگی ک خوبصورت 19

سال اسس لڑکی نے یھاں گزرے تھے ہنستی، کھلکھلاتی اپنی زندگی کو ہر پل کھل کے جینے ولی لڑکی آج سب کو اداسس کی ہوے جا رہی تھی.......

اپنا سامان پیک کرتے وقت جب اس کی نذر ہنہ پر پر تو وو بہت اداسس منہ بناے اک کھڑکی سسے لگی بیٹھی آنکھوں میں آنسو لئے اسسے اپنا سامان پیک کرتے دیکھ رہی تھی.
سامان کے نام پر اس ک پاسس کچھ کپڑے ور اک لیپ ٹاپ تھا جنہیں تقریباً

5 منٹ میں پیک کر کے وہ ہنہ کے پاسس ای .. اداسس مت ہو دوست ..

اک مضبوط آواز میں کہتی ہوئی ہنہ کو زور سے گلے لگاتی ہوئی وو باہر ا گئی جہاں سب اسسے الودا کہنے کے لئے جمع ہوے تہے..

سب کو اللہ حافظ کہتی وو شفا انٹی سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی....

اسس میں اس کا تو کوئی کسور نہیں تھا پر سزا تو اسسے ہی مل رہی تھی.

اک آخری دفع ہنہ کو دیکھتی ہوئی وو اورفن کیئر سے بھر نکل گئی ..

اپنی زندگی کی سب سے خوبصورت یادیں ور اپنا بچپن وو سب چھوڑ ک اک نئی دنیا میں جا رہی تھی جہاں اس کا کوئی بھی مددگار نہیں تھا. اسسے اب جو بھی کرنا تھا اپنے دم پر کرنا تھا .

سڑک پر چلتے چلتے وہ یہ سوچ رہی تھی کے اب وہ کہاں جائے گی؟؟ اس کا تو کوئی دوست نہیں ور نہ ہی کوئی جاننے والا ... چلتے چلتے تھک کر وو اک بنچ پر بیٹھ گئی ور آنکھیں بند کرکے سوچنے لگی....

اب کیا کرنا چاہیے ؟؟

اتنے میں اک فقیر قریب ا کر صد
دینے لگا... پیاری بیٹی کچھ کھانے
کے لئے دے دو میں دو   دن سے
بھوکا ہوں..

.... اللہ پاک تمہیں خوشیاں دیں گے

خوشیاں .....یہ لفظ سوچ کر اس نے کہا
.....وہ شاید میری زندگی سے چلی
گئی ہیں......

پر اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالا تو اک بریڈ
کا ٹکڑا تھا جو اس نے اس فقیر کو
دے دیا ...

وو اسسے دعائیں دیتا ہوا وہاں سے چلا گیا...

ہلکی ہلکی شام نے اپنے پر پھیلے تو ترکی کی سڑکوں پر روشنیاں جگمگانے لگیں.. ہر طرف چہل قدمی ہونے لگی ..

ور وہ اک اندھیری گلی میں اک بنچ پر بیٹھ گئی.. اس ک پاسس تو اتنے پسسے بھی نہی تہے ک کسسی ہوٹل میں کوئی روم رینٹ پر لے لے .. اور نہ ہی کھانے کے لئے .....
بیارومددگار وہ اپنی سوچنے کی

صلاحیت کھو چکی تھی . کسی طرف
سے کوئی بھی حل اس ک ذہن میں نہ
انے پر اس کی آنکھوں میں آنسو ا گے
اور وہ بنا آواز کئے اپنے ضبط کو
توڑتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کررو دی
.... جب کے یہ سارا منظر گلی
کے اندھیرے کونے میں کھڑے خود
کو کالے رنگ کی ہڈ اور کالے رنگ
کے لونگ کوٹ میں کوور کی ہوے وہ
شخص بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا
..... اک دم سے اس کی آنکھوں میں
اک دہشت کا سا سماں دکھائی دینے لگا
ور اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال

کر ابی کچھ نکلنے ہی والا تھا کے اچانک دو آدمی عشاء کو دور سے دیکھ کر کچھ بول رہے تہے...

یہاں اکیلی بیٹھی ہو جانے من .....او ہمرے ساتھ چلو ...اک ۳۰ سال کا آدمی ذرا اگے بڑھ کر بولنے لگا تو ڈری سہمی وہ لڑکی وہاں سے اٹھ کے جانے لگی. تو اس آدمی نے اس کا بازو پکڑ لیا عشاء نے اپنے اپ کو چھڑانے کی بھرپور کوشش کی لیکن اس آدمی کی مضبوط گرفت میں ناکام رہی.. ور زور سے چلانے لگی ... بچاؤ ....

بچاوو....... خدا کے لئے کوئی تو مدد کرو .. جو آج تنہا پہلی دفع اس ترا گھر سے بیارومددگار نکلی تھی.. یہ سب ..برداشت نہی کر پا رہی تھی

کون ہو تم لوگ ؟....... چھوڑد دو مجھے ... خدا کے لئے.... وہ منت کر رہی تھی اور ڈر کی وجہ سے اس کا پورا جسم کامپ رہا تھا...وہ شخص ایک ہاتھ میں شراب کی بوتل پکرے مدہوش آواز میں عشاء سسے مخاطب تھا .. اس کے منہ سے شراب کی بو عشاء کو انتیہائی منحوس لگ رہی تھی

..اور وہ مسلسل اپنے اپ کو چھڑانے
کی کوشش کر رہی تھی .. پر وہ آدمی
اسسے گھسیٹے اپنے ساتھ لی جانے لگا
.
اچانک ایک طرف سے اک خنجر اڑتا
ہوا آیا اور عشاء کا بازو پکرنے والے
آدمی کے گلے ممیں لگا.. بازو اب اس
آدمی کی گرفت سے آزاد ہو چکا تھا..
دوسرا آدمی جو بھاگ کر اپنے ساتھی
کی مدد ک لئے آیا، اس کے گلے سسے
نکلتا ہوا خون دیکھ کر ڈرگیا .. موڑ
کے دیکھنے سے پہلے ہی سلطان نے

اسسے گلے سے پکڑ کر ایک کے بعد ایک مکا مارنا شرو کر دیا.. دوسرا آدمی اپنے گلے سے مسلسل خون نکلنے کی وجہ سسے آہستہ آہستہ مر رہا تھا جب کے وہ اسسے بھی موت دینے کے قریب تھا ... عشاء جو یہ سب حیران ہو کر کھڑی بس دیکھ رہی تھی اک دم سے چلائی اور ڈر کے مارے کامپننے لگی.. اسسے سمجھ نہیں ا رہا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے.. سلطان کی آنکھوں میں گگہری سرخی جسسے دیکھ کر کسی کی بھی حالت پتلی ہو سکتی تھی پوری دہشت

سے اس آدمی کو مارنے میں لگا ہوا
تھا ایک ک بعد ایک وار ... وہ اپنا
کامپتا ہوا وجود ہلا بھی نہیں سکتی تھی
مسلسل بنا آواز کے روی جا رہی تھی
اک آدمی اس کی آنکھوں کے سامنے
مر چکا تھا ور جب سلطان نے دسرے
آدمی کو مارنے کے لئے اپنا خنجر ہوا
میں لہرایا تو.. اک زورر دار چیخ سے
اس کا ہاتھ روک گیا .. مت کرو ایسے
.... پلیز مت مارو... مت مارو .... وہ
ڈرتے ہوے کامپتی ہوئی آواز میں کہ
رہی تھی. جب ک غصّے کی شدّت سے
جب سلطان نے عشاء کی طرف دیکھا

تو اس کی آنکھیں دیکھ کر وہ مزید ڈر گئی اور اپنا بےجان ہوا وجود گھسیٹ کر بھاگنے لگی .. بھاگتے ہوے وہ اتنا دور ا گئی کے اسسے وہ منظر دکھائی دینا بند ہو گیا .. اپنا اپ سمبھلتی ہوئی وہ ڈری سہمی لڑکی آج پہلی دفع اپنے اپ کو ڈر میں گھرا ہوا محسوس کر رہی تھی . وہ ڈری سہمی سڑک پر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی جا رہی تھی جب اسسے اپنے پیچھے کسسی کے چلنے کی آواز ا رہی تھی....

وو اپنے مضبوط قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب ا رہا تھا.. اچانک ٹھوکر لگنے کی وجہ سے وہ زمین پر گر گئی اور وہ بلکل اس کے قریب ا کر روک گیا .. ہمت کر ک اپر دیکھنے پر عشاء کی آواز بی نہ نکل پائی ..... ک .. کون .... ہو تم... و ...ارر .. تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو...... بمشکل نکلتی ہوئی آواز سے اس نے اپنی بات مکمل کی...

ک .. کون... ہو...تو ..تمم ... وہ رندھی ہوئی آواز سے بول رہی تھی ...

اٹھو ...اک مضبوط اور بھاری آواز گونجی...

پر وہ ڈرکے مارے بس زمین پر پڑی رہی.. اچانک سلطان نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے پکڑ کر اسسے کھڑا کیا ... ڈر کے مارے وہ کامپ رہی تھی..

ڈرنا بند کرو..

غصّے سے بولتا ہوا وہ اسسے اک دم سکت کر گیا ...میں نے تمہاری جان بچائی اور تم بنا شکریہ ادا کئے بھاگ ای..... اب کے آواز میں غصہ تھوڑا کم تھا .....

بتانا پسسند کرو گی کے رات کے اس وقت تم یہاں اکیلی کیا کر رہی ہو؟؟ اب کے آواز میں غصّے کی بجانے فکر تھی .. وہ میں.... بات اس کے حلق میں ہی رہ گئی ..

ہمم؟؟؟ بتاؤ؟؟؟؟؟

وہ اپنے ای برو اچکا کر عشاء کو بغور دیکھ رہا تھا ..

عشاء   سہمی ہوئی بس اسے دیکھ رہی تھی ...

وو پھر سے مضبوط آواز میں پوچھنے لگا... تم نے میرے سوال کا جواب نہی

دیا ؟؟ اس دفع عشاء نے ہمت کر کے
کہا .... کون ہو تم ؟؟ ور میرا پیچھا
کیوں کر رہے ہو؟؟ اب عشاء نے
مضبوط آواز میں جواب منگا ...

جو میں نے پوچھا اس کا جواب دو ...
آواز میں پھر سے وہی غصّہ تھا ....

وو جو تھوڑی ہمت لے کے ای تھی
پھر سسے سہم گئی ...

تم ...تمہے اسس سے کیا لینا دینا؟؟؟؟؟
عشاء بےفکری سے جواب دیا ...

میرا پیچھا کرنا چھوڑ دو .. جاؤ یہاں
سے.. یہ کہتے ہوی وہ اگے بڑھنے

لگی پر سلطان کی آنکھوں میں پھر سے وو سرخی دیکھ کر اپنے قدم نہ اٹھا سکی...

وہ سرخ ہوتی آنکھیں لئے اسسے بغور دیکھ رہا تھا ...

کچھ در کی خاموشی کے بعد ...

ٹھیک ہے .. جاؤ .. پر دوبارہ مدد مانگنے مت آنا ... یہ کہ کر سلطان لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا ...

عجیب آدمی ہے بنا مانگے مدد کی .. ور اب کہ رہا دوبارہ مت ... اف عجیب

آدمی ہے وو زیرے لب بڑبڑائی اور اگے بڑھ گئی ....

وہ اپنے دونوں بازو اپس میں بندھے ... بیگ کھندوں پر ڈالے ڈرتی ہوئی ادھر ادر دیکھی سڑک پر تنہا چل رہی تھی ....

وہ اکثر باہر جاتی تھی .. پر اس ترھا نہیں جسے آج .. ایک پل کے لئے تو وہ بھول ہی گئی کے ییو کون سی جگھہ ہے ... وہ یھاں تو پہلے کبھی ای ہی نہیں ...

کچھ در پہلے ہوئی کروائی پر وہ بہت در گئی تھی ...

چلتے چلتے وہ ایک بنچ بیٹھ گئی وہاں کافی لوگ تہے ..

صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو وو اک شیلٹر میں ایک بنچ پر لیتی ہوئی تھی .آنکھیں کھولتے ہے اسے بھوک محسوس ہوئی پر کھانے کے لئے تو پسسے نہیں ہیں... یا اللہ اب تو ہی مدد کر... وو کہتی ہوئی اٹھی ور پاسس لگے ہوے واٹر کولر سے ہاتھ سے پانی پینے لگی ...

کافی در چلنے ور کوئی جگہ ڈھونڈنے
میں جب وو ناکام ہوئی تو اک جگہ بیٹھ
کر سوچنے لگی... اچانک یاد انے پر
اس ننے اپنا لیپ ٹاپ کھولا ور اپنا آن
لائن چلنے والا کام دیکھا پر افسوس ک
اس پر بھی کوئی رسپونس نہی آیا ..
اس بنچ پر بٹھے ہوے اسسے نہ جانے
کتنی در ہو گئی تھی پر وہ بنا حرکت
کی بیٹھی رہی .. بھوک اب ستانے لگی
تھی .. دور اک خالی بنچ پر بٹھے ہوے
اس مضبوط شخص کو اب اس پاگل
لڑکی پر غصّہ ا رہا تھا ..

ضدی... ہمم ...   وہ دل ہی دل میں بڑبڑایا ..   چلو دیکھتے ہیں کب تک ضد کرو گی ... کہتا ہوا وہ آرام سے آنکھیں موندے بنچ کی پشت سے ٹیک لگے لیٹ گیا.. سلطان کو خود بھی نہیں پتا تھا کی وو یہاں کیا کر رہا ہے آخر کیوں وو اسس کی مدد کرنے آیا ؟؟؟؟؟ اور کیوں یہاں پر بیٹھا ہے؟؟؟؟ شاید وو کسسی مظلوم کی مدد کرنے آیا... یا پھر کسسی مشکل میں پھسے انسان کی مداد کرنے آیا.. یا یہ سب بس اک بہانہ تھا؟؟؟؟

وو بہت دیر تک سوچتی رہی پر کوئی
حل نظر نہ آیا .. ور شام پھر سے اپنے
پر پھیلانے لگی ور شام کو دیکھ کر
عشاء پر پھر سے لرزہ طاری ہو گیا..
ور اسسے سب سوچنے ککے بعد بس
اک ا حل نظر آیا .. وہ آدمی ... وو کون
تھا ؟؟ کیا مجے اسسے ڈھونڈنا چاہئے ؟
اک دم اسسے خیال آیا ،،، نہیں...
اسے کل رات کا سین یاد آیا... نہیں وو
کچھ بھی کر سکتا ہے .. پر اس نے
مجھے بچایا .... اک ساتھ کئی سوچیں
اس کے دماغ میں چل رہی تھیں.. پر

بھوک اور ڈر کی وجہ سے وو اسسے ڈھونڈنے پر مجبور ہو گئی ..

سڑک پر وو یوں ہی چل رہی تھی شاید کسسی کو ڈھونڈ رہی تھی...

اور ذرا فاصلے پر اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ بہت آرام سے اسسے دیکھ رہا تھا..

وہ اس طرح اس کا پیچھا کر رہا تھا کے خود عشاء کو ایک پل کے لئے بھی محسوس نہیں ہوا ... کے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے ...

پتا چلتا بھی کیسے ؟؟

وہ شخص تو اس کام میں ماہر تھا ...

جاری ہے ....